علامہ محمد اقبال اور عشق رسول ﷺ

*ڈاکٹر روزینہ انجم نقوی

Abstract

Iqbal poet-philosopher of the subcontinent is one of those celebrities who made their name in both prose and verse. He addressed especially to Muslim youth and gave a clear message to become aware of the needs of the time. Iqbal's poetry is based on the teachings of Islam that's why Muslim youth is attracted to it overwhelmingly. Iqbal, as per his saying, gets his poetic inspiration from the love he has for the Holy Prophet (PBUH) this love has extraordinarily been manifested in his lectures he gave at different platforms like Anjuman –i- Himayat-i-Islam. This article elaborates this love for the prophet of Islam (PBUH), commonly termedas "Ishq-i-Rasool (PBUH)."

بیسویں صدی کا روشن و تابناک ستارہ جس نے اپنی لازوال فکر روشن سے عالم کائنات کو نہ صرف منور کیا بلکہ ذہن انسانی پر ان مٹ گہرے نقوش چھوڑ دیے وہ مایۂ ناز ہستی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی ہے جن کو شاعر مشرق، حکیم الامت، ہوشمند، سیاست مدار اور ایک فلسفی کی حیثیت سے جانا جاتا ہے لیکن دراصل ان کی اصل پہچان ''عاشق رسولؐ'' کی ہے:

علامہ اقبال نے بہ نظر غایر قرآن مجید کا مطالعہ کیا اور اس پر سیر حاصل عبور بھی پایا یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام ایک مستند حوالے کے طور پر مانا جاتا ہے۔آپ کے اردو اور فارسی مجموعہء کلام کی فکری اساس ''قرآن مجید'' پر ہے۔علمی اور فکری زاویہ کا محور و مرکز کلام اللہ ہونے کی بنا پر فرماتے ہیں کہ؛

؎ آن کتاب زندہ قرآن حکیم   حکمت او لایزال است و قدیم (۱)

؎ گر تو می خواہی مسلماں زیستن   نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن (۲)

حق تو یہ ہے کہ قرآن پاک اخلاق مصطفیؐ کا نام ہے۔اسی لیے علامہ اقبال نے اردو کلام میں آپؐ کو ''الکتاب'' کے نام سے یاد کیا ہے۔

؎ لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب   گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب (۳)

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور۔

ذاتِ نبی کریمؐ سے عقیدت مسلم کا فطری حق ہے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اور دین فطرت کی جان ذات رسول اکرمؐ ہیں۔علامہ اقبال کی پہلی فارسی تصنیف اسرارخودی جو ۱۹۱۵ء کو منظر عام پر آئی، اس میں فرماتے ہیں کہ؛

ے دین فطرت از نبیؐ آموختیم — دررہِ حق مشعلی آموختیم (۴)

علامہ اقبال کی زبان پر جب بھی نبی کریمؐ کا نام آتا تو آپؒ کی آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہ اٹھتا اور کبھی اتنی رقت طاری ہو جاتی کہ ہچکی بندھ جاتی اور یہ عاشقِ رسولؐ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے نظر آتے۔نمونے کے طور پر اشعار دیکھیے ؛

ے دردلِ مسلم مقام مصطفیٰؐ است — آبروی ما ز نامِ مصطفیٰؐ است

ے بوریا ممنون زخواب راحتش — تاج کسریٰ زیر پای امتش (۵)

علامہ اقبال کا عشق لفظی نہیں بلکہ کلام میں مقصدِ رسالت، ختم المرتبت، تعلیمات نبوی، پیغام رسول مقبول، اسوہ حسنہ اور مقامِ اخلاق کی تفصیلات کثرت سے موجود ہیں۔گو یہ علامہ اقبال کی نظر میں وہ تمام روشن پہلو موجود ہیں جو ذات رسولؐ کے مرہون منت ہیں۔سب سے اہم پہلو یہ کہ ذات رسولؐ دلیل صداقت وحقانیت دین اسلام ہیں۔

تاریخ اسلام سے ثابت ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ آپؐ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے لیکن اعلان نبوت کے فوراً بعد اہل مکہ نے آپؐ سے معجزہ طلب کیا کہ اگر آپؐ سچے ہیں تو انبیاء اکرام کی مثل معجزہ دکھایئے تو آپ سرکارِ دوجہاںؐ نے ارشاد فرمایا:''میں نے تمہارے درمیان ایک زندگی گزاری ہے۔'' گویا اتنی بے عیب حیات طیبہ کہ منکر بھی انکار نہ کرسکیں اسی لیئے اقبال پکار اٹھے:

ے می توانی منکر یزداں شدن — منکر از شان نبی نتواں شدن (۶)

علامہ اقبال نے اپنے پانچویں خطبہ۔۔۔۔۔۔میں ذات نبی برحق کے حوالے سے فرمایا کہ:''پیغمبر اسلامؐ کا مقام دنیائے جدید اور قدیم کے درمیان واسطے کا ہے سرچشمہء وحی کے اعتبار سے قدیم اور اس کی روح کی وجہ سے دنیائے جدید سے ہیں۔'' پھر اسی خطبہ میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ''نبوت چونکہ اپنے کمال کو پہنچ گئی لہٰذا اس کا خاتمہ لازم تھا۔''(۷) اسی مفہوم کو اسرارِ خودی میں اس طرح پیش کیا کہ:

ے شعلہ ھای او صد ابراھیمؑ سوخت — تا چراغ یک محمدؐ برفروخت (۸)

(اس نے سینکڑوں ابراھیمؑ آگ میں جھونک دیئے تب کہیں ایک چراغ محمدؐ روشن ہوا)

ے پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفلِ ایام را — او رسلؑ را و ما اقوام را

لا نبی بعدی ز احسان خداست — پردۂ ناموس دین مصطفیٰؐ است

قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظِ سِرِ وحدت ملت از او(۹)

علامہ اقبال کے نزدیک ہستی محبوبؐ خدا نہ صرف حریت بشر کی علمبردار ہے بلکہ پیام حریت ذات رسولؐ سے منسلک ہے اس لئے کہ غلامی، زیردستی اور بے کسی میں بشریت کے لئے آپؐ ایک مضبوط حصار ہیں۔ آپؐ سے پہلے انسان محکوم ومظلوم تھا، حریت ناپید تھی، مساوات واخوت کا فقدان تھا، امتیازات رنگ ونسل اور انسان پرستی نے انسان کو انسان کا غلام بنا دیا تھا، قیصر وکسریٰ، کاہن، پوپ، سلطان وامیر اور پیر کنشت نے شکارِ حریت کے لئے جال پھیلا رکھے تھے۔ اس غلامی نے فطرت انسانی میں دوئی کو جنم دیا جو معاشرے کے بگاڑ کا باعث بنی۔ پیغمبرؐ اسلام نے ان تمام غلامی اور ہوس کے بتوں کو پاش پاش کر کے غلام سے آقا، چنگاری سے شعلہ، کوہکن سے پرویز، بندہ سے خواجہ اور خار سے گل شگفتہ بنا کر ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔

رموز بیخودی ۱۹۱۸ء میں منظومہ ''در معنی این کہ مقصودِ رسالت محمدؐیہ تشکیل وتاسیس حریت ومساوات واخوت بنی آدم است'' یوں بیان کرتے ہیں کہ؛

؎ اعتبار کار بندان را فزود	خواجگی از کار فرمایان ربود
قوت او ہر کہن پیکر شکست	نوع انسان را حصارِ تازہ بست
گُل مومن اخوۃ اندر دلش	حریت سرمایۂ آب وِ گلش
ناشکیب امتیازات آمدہ	در نہاد او مساوات آمدہ(۱۰)

آپ نے غلاموں کے اعتبار کو بڑھا دیا، کار فرمایوں سے خواجگی کو لے لیا۔ گویا ہر پیکر کہن کو مٹا کر انسان کے گرد ایک نیا حصار کھینچ دیا، تمام مومن بھائی بھائی کا درس دے کر حرّیت کی بنیاد رکھی اور تمام امتیازات کو توڑ کر عالمگیر مساوات کی بنیاد رکھی اس لئے کہ؛

؎ پیش قرآن بندہ ومولا یکی است بوریا ومسند دیبا یکی است(۱۱)

جب قرآن کی رو سے سب برابر ہیں تو پھر تفریق کیسی؟ اسرارِ خودی میں فرماتے ہیں:

؎ نہ افغانیم ونی ترک وتتاریم	چمن زادیم واز یک شاخساریم
تمیز رنگ وبو بر ما حرام است	کہ ما پروردہ یک نوبہاریم(۱۲)

علامہ اقبال کے نزدیک اخوت کی بنیاد کا نام رسالت ہے جس کی بدولت پوری اُمت محمدیہ ہم نفس، ہم مدعا ہو گئی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی وحدت کثرت میں بدل جائے تو قوم جنم لیتی ہے جسکی ترکیب ایک ہونے کی بنا پر سود وزیاں ایک ہوتا ہے اور یہی امت مسلمہ کی خاص شناخت ہے، کہتے ہیں کہ؛

؎ اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی(۱۳)

گویا جو بھی ختم نبوت پر یقین رکھے وہ ملت اسلامیہ کا فرد ہے جس پر رنگ وبو، گورے کالے، امیر وغریب اور آقا وغلام کی تمیز حرام

ہے۔ بس سب غلامان مصطفیٰ ہیں۔

از رسالت ہم نوا گشتیم ما　　ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما　　کثرت ہم مدعا وحدت شود

پختہ چوں وحدت شود ملت شود (۱۴)

رموز بیخودی کے منظومہ ''حکایت بوعبیدہ و جابان در معنی اخوت اسلامیہ'' میں ابوعبیدہ کی زبان سے کہتے ہیں کہ:

گفت ای یاران مسلمانیم ما　　تار چنگیم و یک آھنگیم ما

نعرۂ حیدرؓ نوای بوذرؓ است　　گرچہ از حلق بلالؓ و قنبر است

ہر یکی از ماامین ملت است　　صلح و کینش صلح و کین ملت است (۱۵)

علامہ اقبال کے نزدیک حیات طیبہ کا ہر روشن پہلو ہے جیسا کہ معراج النبیؐ جس کی بنا پر نبی کریمؐ کو تمام انبیاء اکرامؑ پر خاص فضیلت حاصل ہے، علامہ اقبال کے نقطہء نظر سے جب بشریت کمال کے انتہائی درجے پر پہنچی تو ''معراج'' ہوگئی یعنی تمام اوصاف و کمالات نبوی انتہا کو پہنچ گئے۔ فارسی ادب میں اس سے پہلے بہت سے شعراء نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا خاص طور پر سعدی شیرازیؒ کا کلام تقریباً سب کی زبان پر جاری و ساری ہے کہ؛

بلغ الاعلیٰ بکمالہٖ　　کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ　　صلو علیہ و آلہٖ (۱۶)

علامہ اقبال کی نظر میں:

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے　　کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں (۱۷)

اور پھر:

عشق کی اک جست نے کر دیا قصہ تمام　　اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں (۱۸)

علامہ اقبال نے اپنی ہر اردو اور فارسی تالیف میں ذکر محمد مصطفیٰ کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے انہیں ذات رسالت مآبؐ سے والہانہ عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ جب ڈاکٹر محمد اقبال راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے واپس آئے تو والد صاحب ان سے ملنے گئے دوران گفتگو ان سے پوچھا کہ ''تم یورپ ہو آئے، مصر اور فلسطین کی بھی سیر کی کیا اچھا ہوتا کہ واپسی پر روضۂ اطہر کی زیارت سے بھی آنکھیں نورانی کر لیتے۔'' یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کی حالت دگرگوں ہوگئی اور آنسو بہنے لگے۔ چند لمحوں تک یہ کیفیت رہی اور پھر کہنے لگے ''میں فقیر کس منہ سے روضۂ اطہر پر حاضر ہوتا۔'' (۱۹)

قرآن مجید میں واضح اعلان خداوندی ہے کہ؛

''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم''۔ (۲۰)

''حبیب کہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پس میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا''

تو ثابت ہوا کہ اتباع رسولؐ میں ہی صرف محبت خداوندی مضمر ہے بلکہ بخشش کی ضمانت بھی موجود ہے اسی لئے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ؛

عاشقاں او زخوباں خوب تر　　　　خوش تر و زیباتر و محبوب تر

دل زعشق او توانا می شود　　　　خاک ہم دوش قریا می شود (۲۱)

گویا عاشقان رسولؐ کائنات کے حسینوں سے زیادہ حسین ہیں کیونکہ نبی کریمؐ سے وابستگی ایک ایسے حسن سے وابستگی ہے جسے کبھی زوال نہیں جوں جوں وابستگی میں اضافہ ہوتا ہے توں توں بھی حُسن کی خوبصورتی بڑھتی رہتی ہے، پھر اسی عشق لازوال کی مدد سے عاشق وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں دنیا کی باطل اور فانی طاقتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آتی ہیں۔ بانگ درا کی ایک نظم میں حضرت بلالؓ کا مقابلہ روم کے بادشاہ سکندر اعظم سے کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب بلالؓ کو عشق مصطفیٰؐ نے اتنا لازوال کر دیا کہ دنیا میں پانچ وقت کی آذان حضرت بلالؓ کی یاد کو روشن کر دیتی ہے۔

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز　　　　صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوش چرخ پیر

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے　　　　رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے (۲۲)

اقبال کے نزدیک یہ وہ رحمت جہان ہے جسکی دھول کی ایک لہر کا نام طور ہے جس کا کاشانہ مبارک کعبہ کے لیئے بیت الحرام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ذات بابرکات سے محبت کا رشتہ قائم رکھنے کے لیئے درود و سلام کا ورد ضروری ہے کیونکہ وہ عمل صالح ہے جو اللہ اور اس کے فرشتے بھی ادا کر رہے ہیں۔

علامہ اقبال نے عید ملاد النبی کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے درود و سلام کی ترغیب دلائی اور پھر عرب کی مثال دی کہ عرب میں لڑائی کے دوران تیسرا فرد درمیان میں کھڑے ہو کر الھم صلی علی سیدنا و بارک وسلم الیہ پڑھتا تو لڑائی ختم ہو جاتی کیوں اس لئے کہ جس کا درود پڑھا جائے اس کی یاد دل پر اثر کرتی ہے۔'' (۲۳)

علامہ اقبال سراپا محبت رسولؐ میں سرشار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نثر اور شاعری میں کثرت سے ایسے مضامین ملتے ہیں کہ جن سے عشق رسولؐ کی مہک نمایاں ہے جیسا کہ ترانہ ملی میں کہتے ہیں کہ؛

ہوا ہو ایسی کہ ھندوستاں سے اے اقبال

اڑا کے مجھ کو غبار رہ حجاز کرے (۲۴)

۱۹۰۸ء میں جب 'جدہ' میں ایک شفا خانہ تعمیر ہونے کی اطلاح ملی تو نظم '' شفا خانہ حجاز'' لکھی اور اس میں دوٹوک فیصلہ دیا کہ؛

اوروں کو دیں حضورؐ یہ پیغام زندگی

میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں (۲۵)

اسی طرح پیام مشرق میں ''نغمہ ساربان حدی'' کے عنوان سے ایک نظم لکھی اور پھر ۱۹۲۳ء میں ایک خط میں یوں اظہار کیا کہ؛
میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریمؐ زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اسی طرح مستفید ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہؓ اکرام ہوتے تھے (۲۶)

جاوید نامہ میں تو واضح طور پر اعلان کر دیا کہ اس جہان میں جہاں بھی رنگ و بو یا آرزو نظر آئے وہ سب فیضان مصطفیؐ کا صدقہ ہے۔ دیکھیئے چند اشعار؛

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو　　　آن کہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نور مصطفیؐ آن را بہاست　　　یا ھنوز اندر تلاش مصطفیؐ است (۲۷)

علامہ اقبال کے نزدیک ذات رسولؐ سے عشق صرف خاصہء انسانیت ہی نہیں بلکہ جمادات و نباتات بھی محبوب خدا سے عقیدت رکھتے ہیں۔ چونکہ نبی برحقؐ کسی ایک امت یا مخلوق کے لیے رسول بن کر نہیں آئے بلکہ آپ تمام مخلوقات اور تمام جہانوں کے لیے رسولؐ ہین اور سب کے لیے یکساں باعث رحمت ہیں اور یہ فضیلت رسولؐ پاک قرآن مبارک سے ثابت ہے؛
''تلک الرسول فضلنا بعضکم علی بعض'' (۲۸) گویا کسی رسولؐ کا کار رسالت بستی تک، اپنی قوم تک، قوم بنی اسرائیل تک یا اہل الارض تک محدود رہا لیکن سرکار ختمی المرتبتؐ ''تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین'' (۲۹) کا مصداق بنے اور رحمتہ العالمین کی سند سے نوازے گئے یہی وجہ تھی کہ مسجد نبوی کی تعمیر ہونے کے بعد کھجور کے تنے پر فراق رسولؐ میں رقت طاری ہو گئی جس کا ذکر علامہ اقبال یوں کرتے ہیں؛

من چہ گویم از تولایش کہ چیست　　　خشک چوبی در فراق او گریست (۳۰)

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس وقت تک دین مکمل نہیں ہے، جب تک کہ ذات رسولؐ اہل وعیال سے زیادہ افضل نہ ہو جائے۔ گویا حب رسولؐ ایمان کی اکملیت کا ذریعہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ اہل یورپ نے مذہب کو چھوڑ کر ترقی پائی اور ہم نے اپنے مذہب کو چھوڑا تو ذلت و رسوائی مقدر بنی۔ اپنی مذہبی اقدار سے چشم پوشی ہمیں گمراہی کے عمیق گڑھے میں لے اتری ہے۔ علامہ اقبال ایسی تعلیم کے خلاف تھے جو جذبہ عشق سے خالی ہو۔ جاوید نامہ اور ارمغان حجاز دونوں کتابوں میں ایسے نظام تعلیم کے خواھاں رہے ہیں جو جوانوں میں سوز دروں اور تڑپ پیدا کر کے عشق رسولؐ کا جذبہ ابھار دے۔ دیکھیئے چند اشعار؛

مکتب از مقصود خویش آگاہ نیست　　　تا بہ جذب اندرونش راہ نیست

نور فطرت راز جانھا پاک شست — یک گل رعنا زشاخ او نرست
خشت رامعمار ما کج می نہد — خوی بط با بچہء شاہیں دہد
علم تاسوزی نگیرد از حیات — دل نگیرد لذتی از واردات (۳۱)

آگے چل کر کہتے ہیں کہ؛

نوجوانی را چو بینم بی ادب — روز من تاریک می گردد چو شب
تاب وتب درسینہ افزاید مرا — یاد عہد مصطفیؐ آید مرا (۳۲)

ارمغان حجاز میں ''تعلیم ''کے عنوان میں یوں فرماتے ہیں کہ؛

تب وتاب کہ باشد جاودانہ — سمند زندگی را تازیانہ
بہ فرزندان بیاموز این تاب وتب — کتاب ومکتب افسون وفسانہ (۳۳)

علامہ اقبال کی آخری تصنیف جو آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی اس میں سفر مدینہ کے حوالے سے بہ عنوان ''حضور رسالت'' نغمہ ھائے شوق ہیں جن میں نہ صرف خود علامہ اقبال بلکہ آپکی سواری اونٹنی بھی عقیدت واحترام سے قدم بڑھا رہی ہے گویا اس کے پاؤں کے نیچے ریت مثل ریشم ہو پس جانوروں میں بھی عشق رسولؐ کا جذبہ موجزن ہے ۔دیکھیئے چند اشعار؛

سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو — کہ راکب خستہ وبیمار وپیراست
قدم مستانہ زد چنداں کہ گوئی — بہ پایش ریگ این صحرا حریراست (۳۴)

دراصل عشق اس وقت مزید صیقل ہو کر تابناک نظر آتا ہے جب می ءعشق پی کر اتباع کا راستہ اپنایا جائے یعنی محبوب کی ادا،طرز، پسند ونا پسند کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی زندگی کے لیے مشعل راہ قرار دیا جائے ۔عاشق صادق ہی وہی ہے جو محبوب کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے باعث صد افتخار سمجھے اور اتباع رسولؐ کا حکم تو خدائے عزوجل نے دیا ہے۔اطاعت رسولؐ ہی دراصل اطاعت خدا ہے،رضائے رسولؐ ہی درحقیقت رضائے خدا ہے ایسے بے شمار مضامین علامہ اقبال کی شاعری میں ملتے ہیں جیسا کہ ''اسرار خودی ''میں علامہ اقبال حضرت بایزید بستامی کی مثال پیش کرتے ہیں جنھوں نے تقلید میں کمال پایا کہ خربوزہ کو اس لیے کھانے سے اجتناب کیا کہ نجانے سرکارؐ دوجہان نے اس کو کس طرح تناول فرمایا تھا۔کہتے ہیں؛

کیفیت خیزداز صہبای عشق — ھست ھم تقلیداز اسمای عشق
کامل بسطام در تقلید فرد — اجتناب ازخوردن خربوزہ کرد
عاشقی ؟محکم شواز تقلید یار — تا کمند تو شود یزدان شکار (۳۵)

سچا عاشق رسولؐ ہرگز یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا آپؐ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو۔ایک مرتبہ نتھو رام نے اپنی انگریزی کتاب ''تاریخ اسلام''میں پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی کی تو مسلمانان ہند نے شاتم رسول پر مقدمہ درج کروایا مگر کچھ نہ بنا تو ہزارہ کا ایک نوجوان عبدالقیوم جو کراچی میں وکٹوریہ چلاتا تھا،اس عاشق رسولؐ نے سنا تو غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔عین اس وقت جب مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی،تو اس نے تیز دھار چاقو سے نتھو رام پر حملہ کر کے جہنم رسید کر دیا۔مسلمانوں نے ہائی کورٹ تک مقدمہ کی پیروی کی کہ سزائے موت عمر قید میں بدل جائے لیکن ایسا نہ ہوا تو مسلمانان ہند کا ایک وفد علامہ اقبال سے ملاقات کو آیا کہ آپ سے وائسرائے سے سفارش کی استدعا کی،علامہ نے دریافت کیا کہ کیا ''عبدالقیوم'' کمزور پڑ گیا ہے؟ وفد نے جواب دیا کہ اس نے اعتراف کیا ہے،اور کھلے عام کہا ہے کہ''میں نے شہادت خریدی ہے مجھے پھانسی سے بچانے کی کوشش مت کرو ''علامہ اقبال نے پرجوش انداز میں جواب دیا کہ ''جب وہ کہہ رہا

ہے کہ میں نے شہادت خریدی ہے تو میں اس کے اجروثواب کی راہ میں حائل کیوں ہوں،زندہ رہا تو غازی،مر گیا تو شہید ہے''۔(۳۶)

اسی طرح جب غازی علم الدین کی شہادت کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''اس کی شہادت برحق ہے''اور پھر رقت آمیز الفاظ میں فرمایا''میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے پاس آ کر کوئی یہ کہے کہ تمہارے پیغمبرؐ نے ایک دن میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے''(۳۷)

گویا علامہ اقبال ان دونوں واقعات سے بے حد متاثر ہوئے اور پھر آپ نے لاہور اور کراچی کے عنوان پر تین شعر کا ایک قطعہ کہا کہ؛

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور — موت کیا شے ہے؟ فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ — قدروقیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ اے مرد مسلماں! تجھے کیا یاد نہیں — صرف لا تدعُ مع اللہِ الٰھاً آخر(۳۸)

دنیا اور آخرت کی کامیابی کا بہترین نسخہ دیتے ہوئے کہتے ہیں

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر — بحق دل بند و راہِ مصطفیٰؐ رو(۳۹)

حوالہ جات

۱۔اسرار ورموز،ص ۱۲۱

۲۔ایضاً ص ۱۲۳

۳۔بال جبریل،ص ۱۱۳

۴۔اسرار ورموز،ص ۱۰۲

۵۔ایضاً ص ۸

۶۔جاوید نامہ،ص ۷۰

۷۔تشکیل جدید الھیات اسلامیہ،ص ۱۹۳

۸۔اسرار ورموز،ص ۱۳

۹۔ایضاً ص ۱۰۲

۱۰۔ایضاً ص ۱۰۴

۱۱۔ایضاً ص ۱۰۸

۱۲۔پیام مشرق،ص ۵۲

۱۳۔بانگ درا،ص ۲۶۱

۱۴۔اسرار ورموز،ص ۱۰۲

۱۵۔ایضاً ص ۱۰۶

۱۶۔گلستان سعدی ،دیباچہ

۱۷۔بال جبریل،ص ۴۰

۱۸۔ایضاً ص ۱۸

۱۹۔روزگار فقیر،۳۶۔۳۷

۲۰۔قرآن مجید،آل عمران۔۳۱

۲۱۔اسرار ورموز،ص ۲۲

۲۲۔بانگ درا،ص ۹۷

۲۳۔مقالات اقبال،ص ۲۳۷

۲۴۔بانگ درا،ص ۱۱۱

۲۵۔ایضاً ص ۲۲۰

۲۶۔اقبال نامہ،ج ۲،ص ۳۱۷

۲۷۔جاوید نامہ،ص ۱۴۹

۲۸۔القرآن،البقرۃ۔۲۵۳

۲۹۔القرآن،الفرقان۔۱

۳۰۔اسرار ورموز،ص۲۱

۳۱۔جاوید نامہ،ص۲۰۲

۳۲۔ایضاً،ص۲۰۵

۳۳۔ارمغان حجاز،ص۹۸

۳۴۔ایضاً،ص۲۵

۳۵۔اسرار ورموز،ص۲۲

۳۶۔روزگار فقیر ج۲،ص۳۶۔۳۸

۳۷۔مجموعہ مقالات،علامہ اقبال۔۔۔جن کا سرمایۂ ہستی تھا فقط عشق رسولؐ،ص۳۱۳

۳۸۔ضرب کلیم،ص۵۲۔۵۳

۳۹۔ارمغان حجاز،ص۸۹

مصادر مراجع

القرآن

اقبال،اسرار ورموز،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور،۱۹۷۲ء

اقبال،پیام مشرق،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،جاوید نامہ،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،ارمغان حجاز،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،بانگ درا،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،بال جبریل،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،ضرب کلیم،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

اقبال،تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ترجمہ خطبات اقبال از سید نذیر نیازی،بزم اقبال لاہور،۲۰۰۰ء

اقبال،مقالات اقبال،مرتبہ سید عبدالواحد معینی ومحمد عبداللہ قریشی،آئینہ ادب لاہور،۱۹۸۲ء

سید محمد اکرم،اقبال وجہان فارسی،شعبہ اقبالیات،دانشگاہ پنجاب،لاہور،۱۹۹۹ء

عطاء اللہ شیخ،اقبال نامہ،حصہ دوم،شیخ محمد اشرف،لاہور،۱۹۵۱ء

فقیر وحیدالدین،روزگار فقیر،حصہ دوم،کراچی،۱۹۶۵ء

مجموعہ مقالات ''بین الاقوامی فکر اقبال سیمینار'' دفتر نمائندہ جمہوریہ ایران،اسلام آباد،۱۹۹۶ء